مفت سلسلۂ اشاعت ۹۰

محبتِ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم

ماخوذ از: شفاعت مصطفیٰ

مصنف

حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی

مترجم

علامہ عبدالحکیم شرف قادری

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ

نام کتاب : محبت رسول ﷺ

مصنف : حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ

مترجم : حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی

ضخامت : ۴۰ صفحات

تعداد : ۲۰۰۰

مفت سلسلہ اشاعت : ۹۰

☆☆ ناشر ☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000 فون: 2439799

زیر نظر کتابچہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کی 90 ویں کڑی ہے۔ جسے تحریر کرنے والے حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ ہیں۔ تحریک آزادی میں انگریزوں کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ جہاد حضرت علامہ موصوف ہی نے جاری کیا تھا جس کے جواب میں انگریزوں نے حضرت علامہ موصوف کو کالا پانی کی سزا سنائی اور وہیں حضرت علامہ موصوف نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ علم دوست اور تاریخ سے واقفیت رکھنے والے حضرات، علامہ موصوف کی شخصیت سے ناواقف نہیں ہیں۔ زیر نظر کتابچہ حضرت علامہ کی مشہور زمانہ کتاب " تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی " جو کہ اسماعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب " تقویۃ الایمان " کے رد میں لکھی گئی تھی سے ماخوذ ایک مستقل مضمون ہے۔ زیر بحث کتاب فارسی زبان میں تھی اس معرکۃ الآراء کتاب کو اردو زبان میں ترجمہ کرنے کا شرف لاہور کے مشہور عالم دین حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے حاصل کیا ہے۔ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اس کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع کرنے کا شرف حاصل کررہی ہے امید ہے کہ زیر نظر کتاب قارئین کرام کے علمی ذوق پر پورا اُترے گی۔

فقط............ادارہ

محبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

چونکہ اَلْاَشْیَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِھَا اشیاء کے احوال، اضداد کے احوال کے مقابلہ سے بہ آسانی معلوم ہو سکتے ہیں اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے حضور سید الانام ﷺ کی تعظیم شان جو از روئے قرآن واجب اور صحابہؓ کرام، اہل بیت عظام، علماءِ مجتہدین اور ائمہ اسلام کا معمول رہی ہے، کا مختصر بیان بطور "مشتے از خروارے" تحریر کیا جائے، پھر استخفاف اور استخفاف کرنے والے کا حال، شرعی طور پر فقہی روایات کی روشنی میں پیش کیا جائے تاکہ ذہن میں زیادہ راسخ ہو اور طالب ہدایت کے لئے زیادہ مفید ہو۔

جاننا چاہئے کہ ایمان یہ ہے کہ دل سے اس امر کی تصدیق کی جائے کہ اللہ تعالےٰ موجود ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور نبی اکرم ﷺ، اللہ تعالیٰ کے مکرم بندے اور رسول ہیں، ظاہر کی باطن سے موافقت، شہادت کے دو کلموں (اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ) ان دو چیزوں (توحید و رسالت کی تصدیق) سے ایمان کامل ہوتا ہے، ان کے بغیر ایمان نا تمام ہے، پس جو شخص نبی اکرم ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرے اور جو کچھ آپ لائے ہیں، اسے مانے، مومن ہے اور جس کے دل میں اس کی تصدیق نہیں ہے وہ ایماندار نہیں ہے جیسے کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔

وَمَنْ لَّمْ یُؤْمِنْم بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَاِنَّا اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ سَعِیْرًا

"جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائے بے شک ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کی آگ تیار کی ہے۔"

حب مصطفیٰ ﷺ کے بغیر ایمان متصور نہیں :۔

نبی اکرم ﷺ کی محبت کے بغیر آپ پر ایمان لانا متصور نہیں ہے، مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کو اپنی جان، باپ، بیٹے اور تمام مخلوق سے زیادہ محبوب رکھے، جیسے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ

"یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے"

اور سرکار دو عالم ﷺ فرماتے ہیں :۔

لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَّفْسِہٖ

"تم میں سے کوئی ایک ہرگز ایماندار نہیں ہوگا جب تک میں اسے اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔"

یہ بھی فرمایا :۔

لاَ یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

"تم میں سے کوئی ایماندار نہیں ہوگا جب تک میں اسے باپ، بیٹے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں"

علامات محبت :۔

حضور ﷺ کی محبت کی بہت سی علامتیں اور آثار ہیں جو آپ کی محبت کے امتحان کے لئے کسوٹی کی حیثیت رکھتے ہیں، ان میں سے ایک علامت حضور ﷺ کا بکثرت ذکر کرنا ہے، حدیث شریف میں ہے :۔

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ

"جو شخص کسی شے سے محبت رکھتا ہے، اس کا ذکر بکثرت کرتا ہے۔"

کثرت ذکر کے ساتھ ساتھ ایک علامت یہ بھی ہے کہ تعظیم و تکریم کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے اور حضور سید الانام ﷺ کا نام پاک کمال تعظیم و تکریم اور صلوٰۃ و سلام کے ساتھ لے اور نام پاک لیتے ہی خوف و خشیت، عجز و انکسار اور خضوع و خشوع کا اظہار کرے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا۔

"تم رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔"

تفسیر کبیر میں ہے:۔

لَا تُنَادُوْہُ کَمَا یُنَادِیْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا لَا تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ یَآ اَبَا الْقَاسِمِ وَلٰکِنْ قُوْلُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

"نبی اکرم ﷺ کو اس طرح نہ پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو، یوں نہ کہو یا محمد! یا ابا قاسم! بلکہ عرض کرو یا رسول اللہ، یا نبی اللہ!"

(یعنی نبی اکرم ﷺ کو نام یا کنیت سے نہ پکارو بلکہ اوصاف اور القاب سے یاد کرو)

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

"اے ایمان والو! اپنی آوازیں، اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔"

ابو محمد مکی فرماتے ہیں:۔

اَیْ لَا تُسَابِقُوْهُ بَالْکَلَامِ وَلَا تُعَنِّفُوْهُ بَالْخِطَابِ وَلَا تُنَادُوْهُ بِاسْمِهٖ نِدَاءَ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ وَ لٰکِنْ عَظِّمُوْهُ وَوَقِّرُوْهُ وَنَادُوْهُ بِاَشْرَفِ مَا یُحِبُّ اَنْ یُّنَادٰی بِهٖ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! یَا نَبِیَّ اللّٰهِ

"یعنی کلام میں نبی اکرم ﷺ سے سبقت نہ کرو اور آپ سے ہمکلام ہوتے ہوئے سختی سے بات نہ کرو اور آپ کا نام لے کر نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ آپ کی تعظیم و توقیر کرو اور اشرف ترین اوصاف سے آپ کو نداء کرو جن سے نداء کیے جانے کو آپ پسند فرمائیں اور یوں کہو یارسول اللہ، یانبی اللہ (ﷺ)۔"

نبی اکرم ﷺ کی بے ادبی کفر ہے:۔

اللہ تعالےٰ نے اہل ایمان کو نبی اکرم ﷺ کی آواز پر آواز بلند کرنے اور تعظیم و توقیر کے بغیر بلانے سے منع فرمایا اور حضور ﷺ کی اس بے ادبی کو روا نہیں

رکھااور اس عظیم جرم کے مرتکب کو اعمال کے برباد ہو جانے کی وعید سنائی، معلوم ہوا کہ بارگاہِ رسالت کی بے ادبی اعمال کے ضائع ہو جانے کا سبب ہے اور تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کفر کے سوا کوئی گناہ، اعمال کے ضائع ہو جانے کا سبب نہیں ہے اور جو چیز اعمال کے ضیاع کا سبب ہے، کفر ہے۔

اب غور کرنا چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ کی بے ادبی، اعمال کے ضائع ہو جانے کا سبب ہے اور جو چیز ضیاع اعمال کا سبب ہو، کفر ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کی بے ادبی کفر ہے، یہ بھی پیش نظر رہے کہ حیاتِ ظاہری میں اور وصال کے بعد نبی اکرم ﷺ کی شان تعظیم و تکریم کے سلسلے میں یکساں ہے۔

امام مالک کا ابو جعفر منصور سے مکالمہ :۔

ابو جعفر منصور بادشاہ، مسجد نبوی میں حضرت امام مالک سے ایک مسئلہ میں گفتگو کر رہا تھا، امام مالک نے اسے فرمایا:

یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَرْفَعْ صَوْتَکَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ فَاِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (الاٰیۃ) وَ مَدَحَ قَوْمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ (الاٰیۃ) وَ ذَمَّ قَوْمًا اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ (الاٰیۃ) وَاِنَّ حُرْمَتَہٗ مَیِّتًا کَحُرْمَتِہٖ حَیًّا فَاسْتَکَانَ لَھَا اَبُوْ جَعْفَرٍ وَ قَالَ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ اَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَۃَ وَ اَدْعُوْ اَمْ اَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟

فَقَالَ وَلِمَ تصرِفُ وَجهكَ عَنهُ وَ هُوَ وَ سِيلَتُكَ وَوَسِيلَةُ اَبِيكَ ادمَ يَومَ الْقِيمَةِ بَلِ اسْتَقبلهُ وَاستَشفِعْ بِهٖ فَيُشَفِّعُكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

"اے مسلمانوں کے امیر! اس مسجد میں آواز بلند نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا لاَ تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (الایة) (اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے) اور ایک جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ (الایة) (وہ لوگ کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں کو تقوے کے لئے منتخب فرمالیا ہے) اور ایک جماعت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ الایة (جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر بے عقل ہیں) بے شک بعد از وصال حضور ﷺ کی عزت ایسی ہی ہے جیسی آپ کی حیات ظاہرہ میں تھی۔

(یہ سنکر) ابو جعفر نے فروتنی کا اظہار کیا اور کہا اے ابو عبد اللہ (امام مالک کی کنیت) قبلہ رُو ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف رُخ کروں؟ امام مالک نے فرمایا تو حضور ﷺ سے کیوں

رُخ پھیرتا ہے حالانکہ حضور ﷺ، قیامت کے دن بارگاہِ الٰہی میں تیرے اور تیرے جدِ امجد آدم علیہ السلام کے وسیلہ ہیں تو حضور ﷺ کی طرف رخ کر اور شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالیٰ تیرے لیے شفاعت قبول فرمائے گا۔"

ذکر مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم :۔

امام اسحاق تُجَیبی فرماتے ہیں :۔

صحابہ کرام، نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرتے تو ڈرتے تھے ان کا جسم لرز جاتا ان پر کپکپی طاری ہو جاتی اور وہ حضور ﷺ کی محبت اور شوق کی بنا پر اور بعض صحابہ ہیبت اور تعظیم کے سبب روتے تھے۔

ابراہیم تجیبی فرماتے ہیں :۔

"ہر مومن پر لازم ہے کہ جب حضور ﷺ کا ذکر کرے یا اس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے تو خضوع و خشوع اور فروتنی اختیار کرے، وقار اور سکون سے رہے اور اپنے آپ کو حرکت سے باز رکھے اور اس کی ہیبت میں محو ہو جائے اور اس کی تعظیم میں اس طرح کوشش کرے جس طرح نبی اکرم ﷺ کے ادب کی کوشش کرتا اگر حضور ﷺ اس کے روبرو ہوتے۔"

صحابہ کرام اور تعظیم مصطفیٰ ﷺ :۔

شرف صحابیت پر فائز ہونے والوں کا حال سنئے!

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ مجھے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ نہ تو کوئی محبوب تھا اور نہ ہی میری نگاہ میں آپ سے زیادہ کوئی محترم تھا اس کے باوجود آپ

کے احترام کے سبب میں آنکھ بھر کر آپ کے جمال کی زیارت نہ کر سکتا تھا، اگر مجھ سے حضور ﷺ کی صفت پوچھی جائے تو میں بیان نہیں کر سکوں گا کیونکہ میں آنکھ بھر کر آپ کے جمال سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا تھا، حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت میں اس حال میں حاضر ہوا کہ صحابہ کرام آپ کے گرد اس طرح بیٹھے ہوئے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں یعنی وہ اپنے سروں کو حرکت نہیں دے رہے تھے کیونکہ پرندہ اس جگہ بیٹھتا ہے جو ساکن ہو۔

قَالَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ حِيْنَ وَجَّهَتْهُ قُرَيْشٌ عَامَ الْقَضِيَّةِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَاٰى مِنْ تَعْظِيْمِ اَصْحَابِهٖ لَهٗ مَا رَاٰى وَاِنَّهٗ لَا يَتَوَضَّأُ اِلَّا ابْتَدَرُوْا وُضُوْئَهٗ وَكَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلَيْهِ وَلَا يَبْصُقُ بِصَاقًا وَّ لَا يَنْخَمُ نُخَامَةً اِلَّا تَلَقَّوْهَا بِاَكُفِّهِمْ فَدَلَكُوْا بِهَا وُجُوْهَهُمْ وَاَجْسَادَهُمْ وَلَا تَسْقُطُ مِنْهُ شَعْرَةٌ اِلَّا ابْتَدَرُوْهَا وَ اِنْ اَمَرَ بِاَمْرٍ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَ اِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ مَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ۔

"عروہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جب قریش نے انہیں صلح حدیبیہ کے سال، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، انہوں نے صحابہ سے نبی اکرم ﷺ کی بے پناہ تعظیم دیکھی، انہوں نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ جب بھی وضو فرماتے تو صحابہ کرام وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے بے حد کوشش کرتے حتی کے قریب تھا

کہ وضو کا پانی نہ ملنے کے سبب لڑ پڑیں، اس نے دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ دہن مبارک یا ناک مبارک کا پانی ڈالتے تو صحابہ کرام اسے ہاتھوں میں لیتے، اپنے چہرے اور جسم پر ملتے اور آبرو پاتے، آپ کا کوئی بال جسدِ اطہر سے جدا نہیں ہوتا تھا مگر اس کے حصول کے لئے جلدی کرتے، جب آپ انہیں کوئی حکم دیتے تو فوراً تعمیل کرتے اور جب نبی اکرم ﷺ گفتگو فرماتے تو آپ کے سامنے آہستہ بولتے اور ازراہِ تعظیم آپ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے"۔

فَلَمَّا رَجَعَ اِلٰی قُرَیْشٍ قَالَ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِنِّیْ جِئْتُ کِسْرٰی فِیْ مُلْکِہٖ وَ قَیْصَرَ فِیْ مُلْکِہٖ وَالنَّجَاشِیَّ فِیْ مُلْکِہٖ اِنِّیْ وَاللّٰہِ مَارَاَیْتُ مَلِکًا فِیْ قَوْمٍ قَطُّ مِثْلَ مُحَمَّدٍ فِیْ اَصْحَابِہٖ

"جب عروہ بن مسعود قریش کے پاس واپس گئے تو انہیں کہا، اے قوم قریش! میں کسریٰ، قیصر اور نجاشی یعنی شاہِ فارس، شاہِ روم اور شاہِ حبشہ کے پاس ان کی حکومت میں گیا ہوں، خدا میں نے ہرگز کوئی بادشاہ اپنی قوم میں اتنا محترم نہیں دیکھا جس قدر محمد ﷺ اپنے اصحاب میں معزز ہیں۔"

ایک روایت میں ہے :۔

اِنْ رَاَیْتُ مَلِکًا قَدْ تَعَظَّمَہٗ اَصْحَابُہٗ مَا تَعَظَّمَ مُحَمَّدًا اَصْحَابُہٗ۔

"میں نے کبھی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھیوں نے اس کی اس قدر تعظیم کی ہو جتنی محمد ﷺ کے اصحاب نے آپ کی تعظیم کی ہے"۔

وَقَدْ رَاَیْتُ قَوْمًا لاَّ یُسْلِمُوْنَہٗ

"تحقیق میں نے ایسی قوم دیکھی ہے جو کبھی بھی نبی اکرم ﷺ کو نہیں چھوڑیں گے اور ہمیشہ آپ کی تعظیم کرتے رہیں گے۔"

یہ بھی روایات میں ہے :۔

لَمَّا اَذِنَتْ قُرَیْشٌ لِعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عنہ فِی الطَّوَافِ بِالْبَیْتِ حِیْنَ وَجَّھَہُ النَّبِیُّ ﷺ فِیْ الْقَضِیَّۃِ اَبٰی وَقَالَ مَا کُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰی یَطُوْفَ بِہٖ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ۔

"جب نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو صلح حدیبیہ کے سال قریش کے پاس بھیجا تھا، قریش نے انہیں بیت اللہ شریف کے طواف کی اجازت دے دی تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک نبی اکرم ﷺ طواف نہیں کرتے۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :

لَقَدْ کُنْتُ اُرِیْدُ اَنْ اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنِ الْاَمْرِ فَاُؤَخِّرُ سَنَتَیْنِ مِنْ ھَیْبَتِہٖ۔

"میں چاہتا تھا کہ کسی امر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کروں لیکن آپ کی ہیبت کے سبب دو سال تک مؤخر کر دیتا تھا۔"

وَ بَلَغَ مُعَاوِیَةَ اَنَّ کَابِسَ بْنَ رَبِیْعَةَ شَبِیْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهِ مِنْ بَابِ الدَّارِ قَامَ عَنْ سَرِیْرِهٖ وَتَلَقَّاهُ وَ قَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ وَ اَقْطَعَهُ الْمِرْغَابَ لَشَبَهِهٖ صُوْرَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع ملی کہ کابس بن ربیعہ، رسول اللہ ﷺ کے (صورۃً) مشابہ ہیں پس جب حضرت کابس، حضرت امیر معاویہ کے گھر کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت امیر معاویہ اپنے تخت سے اٹھ کھڑے ہوئے، ان کا استقبال کیا، ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور انہیں مرغاب (ایک مقام) عنایت فرمادیا (یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ) ان کی صورت نبی اکرم ﷺ سے ملتی جلتی تھی۔"

اگر اجلہ صحابہ کرام کی تعظیم اور اس بابرکت بارگاہ کے احترام میں مبالغہ کرنے اور ہر باب میں آداب کی رعایت کرنے کی روایات کا احاطہ کیا جائے تو کلام طویل ہو جائے گا، تمام صحابہ کرام اس ذاتِ کریم کو بہترین القاب، کمال تواضع اور مرتبہ و مقام کی انتہائی رعایت سے خطاب کرتے تھے اور ابتداءِ کلام میں صلوٰۃ سلام کے بعد فَدَیْتُكَ بِاَبِیْ وَ اُمِّیْ میرے والدین آپ پر فدا ہوں، یا بِنَفْسِیْ

اَنتَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یارسول اللہ! میری جان آپ پر نثار ہے، جیسے کلمات استعمال کرتے تھے اور فیض صحبت کی فراوانی کے باوجود محبت کی شدت کے تقاضے کی بنا پر تعظیم و توقیر میں کوتاہی اور تقصیر کے مرتکب نہیں ہوتے تھے بلکہ ہمیشہ حضور سید الانام ﷺ کی تعظیم واجلال میں اضافہ کرتے تھے۔

تابعین و تعظیم مصطفیٰ ﷺ :۔

اسی طرح تابعین اور تبع تابعین، صحابہ کے آثار کی اقتداء اور ان کے انوار سے اہتداء کرتے تھے، حضرت مصعب بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جب امام مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور ان کی پشت جھک جاتی، یہاں تک کہ یہ امر ان کے ہمنشیوں پر گراں گزرتا، ایک دن حاضرین نے امام مالک سے ان کی اس کیفیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا، جو کچھ میں نے دیکھا ہے تم دیکھتے تو مجھ پر اعتراض نہ کرتے، میں نے قاریوں کے سردار حضرت محمد بن منکدر کو دیکھا کہ میں نے جب بھی ان سے کوئی حدیث پوچھی تو وہ رو دیتے یہاں تک کہ مجھے ان کے حال پر رحم آتا تھا۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھتا حالانکہ وہ بہت خوش طبع اور خندہ رُو تھے، جب نبی کریم ﷺ کا ذکر ان کے پاس کیا جاتا تو ان کا رنگ زرد پڑ جاتا، میں نے انہیں بے وضو نبی اکرم ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک عرصہ تک ان کے ہاں میری آمدورفت رہی، میں نے انہیں تین صفات کے علاوہ کسی صفت پر نہیں دیکھا یا تو نماز ادا کر رہے ہوتے، یا خاموش رہتے، یا قرآن پاک کی تلاوت کرتے، کبھی بے فائدہ گفتگو نہ کرتے، وہ خدا ترس، عبادت گزار علماء میں سے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم، نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے تو نبی اکرم ﷺ کی ہیبت سے یوں معلوم ہوتا کہ جیسے ان کا خون کھینچ لیا گیا ہو اور ان کی زبان خشک ہو جاتی، میں حضرت عامر بن عبداللہ کے پاس جاتا تو انہیں اس حال میں دیکھتا کہ جب ان کے پاس کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی لیتا تو وہ اتنا روتے کہ ان کی آنکھ میں کوئی آنسو نہ رہ جاتا، میں نے حضرت زہری کو دیکھا وہ بہت ہی نرم مزاج اور تمام لوگوں سے زیادہ نزدیک تھے جب ان کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ اس طرح ہو جاتے کہ گویا وہ تمہیں اور تم انہیں، نہیں پہنچاتے۔

حضرت صفوان بن سلیم جو بہت ہی عبادت گزار تھے، میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا، جب ان کے پاس کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کا ذکر شریف کرتا تو وہ رو دیتے اور اتنا روتے کہ لوگ ان کے پاس سے اٹھ جاتے اور انہیں روتا رہنے دیتے۔

یہ امام مالک کے کلام کا ترجمہ ہے۔

نبی اکرم ﷺ سے منسوب اشیاء کا صحابہ کی نظر میں احترام :۔

صحابہ کرام، نبی اکرم ﷺ کا اس قدر ادب و احترام کرتے تھے کہ آپ کے رشتہ داروں، آپ کے ساز و سامان، آپ کی منازل و مجالس میں مدینہ طیبہ و مکرمہ میں آپ کے کاشانہائے مبارک کی تعظیم کرتے، جس چیز کی آپ نے تعریف فرمائی یا جس چیز کی نسبت آپ کی طرف معروف ہوتی اس کی بھی تعظیم کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں :۔

لَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ وَالْحَلَّاقُ یَحْلِقُہٗ وَاَطَافَ

بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلاَّ فِیْ يَدِ رَجُلٍ۔

"تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا، صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے، وہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کے بال کسی صحابہ کے ہاتھ کے علاوہ کہیں واقع ہوں۔"

وَ رُئِیَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰی مَقْعَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰی وَجْهِهٖ۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ منبر پر ہاتھ رکھا پھر اسے اپنے چہرے پر پھیر لیا۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی پیشانی میں بال تھے، جب وہ بیٹھ کر انہیں کھولتے تو زمین تک پہنچ جاتے۔

فَقِيْلَ لَهٗ اَلاَ تَحْلِقُهَا فَقَالَ لَمْ اَكُنْ بِالَّذِیْ اَحْلِقُهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ

"حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا گیا کہ آپ ان بالوں کو منڈوا کیوں نہیں دیتے؟ انہوں نے فرمایا میں ان بالوں کو کیسے منڈالوں جبکہ انہیں نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے چھوا تھا؟

وَكَانَتْ شَعُرَاتٌ مِّنْ شَعْرِهٖ ﷺ فِیْ قَلَنْسُوَۃِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ فَلَمْ یَشْھَدْ بِھَا قِتَالاً اِلاَّ رُزِقَ النَّصْرَ۔

"نبی اکرم ﷺ کے چند بال، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ٹوپی میں تھے وہ اس ٹوپی کے ساتھ جس جنگ میں بھی گئے انہیں فتح و نصرت عطا کی گئی۔"

ہاں جب تابوت سکینہ جس میں آل حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے تبرکات تھے، کی برکت سے بنی اسرائیل کو فتح و ظفر حاصل ہوتی تھی تو اگر حضرت سید البشر ﷺ کے مبارک بالوں کی بدولت یہ برکت اور یہ اثر بلکہ اس سے ہزارہا درجہ زائد خیر و برکت حاصل ہو جائے تو کیا بعید ہے۔

وَکَانَتْ فِیْ قَلَنْسُوَۃِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ شَعُرَاتٌ مِّنْ شَعْرِہٖ ﷺ فَسَقَطَتْ قَلَنْسُوَۃٌ فِیْ بَعْضِ حُرُوْبِہٖ فَشَدَّ عَلَیْھَا شِدَّۃً اَنْکَرَ عَلَیْہِ اَصْحَابُ النَّبِیِّ مِنْ کَثْرَۃِ مَنْ قُتِلَ فِیْھَا فَقَالَ لَمْ اَکُنْ اَفْعَلُھَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَۃِ بَلْ مَا تَضَمَّنَتْہُ مِنْ شَعْرِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِئَلاَّ اُسْلَبَ بَرَکَتَھَا وَتَقَعَ فِیْ اَیْدِی الْمُشْرِکِیْنَ۔

"حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ٹوپی میں نبی اکرم ﷺ کے چند بال تھے، ایک جنگ میں وہ ٹوپی اتر گئی، حضرت خالد نے اسے حاصل کرنے کے لئے اتنا سخت حملہ کیا کہ صحابہ کرام نے اس پر انکار کیا کیونکہ اس حملے میں بہت سے افراد شہید ہو گئے تھے۔

حضرت خالد نے فرمایا :۔

میں نے یہ حملہ ٹوپی کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ اس لیے کہ اس میں نبی اکرم ﷺ کے بال تھے، میں نہیں چاہتا تھا کہ ان کی برکت مجھ سے چھین لی جائے اور وہ بال مشرکوں کے ہاتھ لگ جائیں۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کے مبارک بالوں کی تعظیم نہیں کرتا(۱) اور ان کی تعظیم کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور اس بے ادبی سے اس کے دل میں کوئی خوف پیدا نہیں ہوتا اس کے دل میں نبی اکرم ﷺ کی محبت نہیں ہے اگرچہ آپ کی محبت کا دعویدار ہو اور اس بے باکی کی تاویل میں لاف و گزاف سے کام لیتا ہو، جن لوگوں کے دلوں میں نبی اکرم ﷺ کی محبت اور ایمان ہے، وہ آپ کے ایک بال مبارک کے مقابل تمام دنیا کو ایک جو کی اہمیت نہیں دیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے مروی ہے کہ :۔

لَشَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا

" نبی اکرم ﷺ کا ایک بال ہمیں دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔"

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے :

اگرچہ دوست چیزے نمی خرد مارا
بہ عالمے نفروشیم موئے از سرِ دوست

"اگرچہ دوست ہمیں کسی چیز کے بدلے نہیں خریدتا، ہم اس کے ایک بال کو پوری دنیا کے عوض بھی فروخت نہیں کرتے۔"

---

(۱) (جیسا کہ مرزا حیرت دہلوی نے "حیات طیبہ" میں اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں لکھا ہے ۱۲ اشرف قادری)

وَ فِیُ الصَّحِیحِ عَنُ اَسُمَآءَ بُنَتِ اَبِیُ بَکُرٍ رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما اَنَّهَآ اَخُرَجَتُ جُبَّةً طَیَالِسِیَّةً وَقَالَتُ کَانَ رَسُوُلُ اللّٰهُ ﷺ یَلُبَسُهَا فَنَحُنُ نَغُسِلُهَا لِلُمَرُضیٰ نَسُتَشُفِیُ بِهَا

(مسلم شریف، جلد اول، ص ۱۹۰)

"حدیثِ صحیح میں حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے طیالسی جبہ نکالا اور فرمایا نبی اکرم ﷺ اسے زیب تن فرماتے تھے، ہم اسے بیماروں کے لئے دھوتے ہیں اور اس سے شفا طلب کرتے ہیں۔"

حضرت قاضی ابو الفضل عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ ابو القاسم بن میمون نے فرمایا ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ کا ایک پیالہ تھا ہم بیماروں کے لئے اس میں پانی ڈالتے تھے پس اس سے شفا طلب کرتے تھے۔

اَخَذَ جَحُجَاهُ الُغِفَارِیُّ قَضِیُبَ النَّبِیِّ مِنُ یَّدِ عُثُمَانَ وَ تَنَاوَلَهٗ لِیَکُسِرَهٗ عَلٰی رُکُبَتِهٖ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَاَخَذَتُهُ الُاٰکِلَةُ فَقَطَعَهَا وَمَاتَ قَبُلَ الُحَوُلِ۔

"ججاہ غفاری نے نبی اکرم ﷺ کا عصائے مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ہاتھ سے لیا تاکہ اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ دے تو لوگوں نے بڑی شدت سے اسے منع کیا کہ اسے مت توڑنا، اسی وقت اس کے گھٹنے پر ایک زخم پیدا ہو گیا، بعد

ازاں اس نے گھٹنا کٹوادیا اور سال گزرنے سے پہلے مر گیا۔"

اس باب میں احادیث و آثار بکثرت ہیں(۱)، ان آثار صحیحہ اور نصوص صریحہ سے ثابت ہو گیا کہ جو چیز نبی اکرم ﷺ سے نسبت کا شرف رکھتی ہے اور جو چیز آپ کے اعضاء اور قدموں سے مس ہو چکی ہے، اس کی تعظیم و تکریم تمام مسلمانوں پر، عوام ہوں یا خواص، واجب اور لازم ہے اور جو شخص ان اشیاء شریفہ کی توہین سے اپنی زبان آلودہ کرے یا ان کی اہانت کی امداد برملا یا پوشیدہ، قول یا فعل سے کرے، اس نے ایمان کو برباد کیا اور حسن اعتقاد کی جگہ ارتداد کو اپنے دل میں رکھا، چنانچہ بعض ملعون اور بے دین زندیق کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا نشان قدم اس لائق ہے کہ اسے ایسی جگہ رکھا جائے کہ ہر کس و ناکس اس پر پاؤں رکھے، یا کہتے ہیں کہ اگر ہمیں نبی اکرم ﷺ کا لباس مل جائے تو ہم اسے پہننے کا کپڑا بنا لیں اور اگر آپ کے نعلین مبارک مل جائیں تو انہیں پاؤں میں پہن لیں، نعوذ باللہ تعالیٰ من ذلک! یہ کفر، الحاد، بے ایمانی اور ارتداد ہے، اس سے اور اس جیسے دیگر مہلکات سے اللہ تعالیٰ ہمیں پناہ عطا فرمائے۔

جس طرح ان تمام اشیاء کی تعظیم واجب اور فرض ہے اسی طرح حضور ﷺ کے رشتہ داروں اور صحابہ کرام کی تعظیم بلا شک و شبہ بطریق اولیٰ فرضِ عین ہے، چونکہ مبسوط کتابیں ان عقائد اور مقاصد پر مشتمل ہیں اس لئے اس فتویٰ میں طوالت اور تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

سنگ و شجر کی سلامی :۔

سرورِ کائنات، فخر موجودات ﷺ کی محبت اور تعظیم کا وجوب اور اس

---

(۱) (تفصیل کے لئے دیکھئے "ابر المقال فی استحسان قبلۃ الاجلال" از امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ)

کی فرضیت اس حد تک ہے کہ حیوانات، خشک اور تر نباتات اور بے زبان جمادات، رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کرتے اور سجدہ کرتے تھے اور محبت کی شدت کی بنا پر گریہ وزاری کرتے تھے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما قَالَ لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ ﷺ یَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّلَا شَجَرٍ اِلَّا سَجَدَلَهٗ۔

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتے وہ آپ کو سجدہ کرتا۔"

عَنْ عَائِشَةَ عَنْهُ ﷺ قَالَ لَمَّا اسْتَقْبَلَنِیْ جِبْرَئِیْلُ علیه السلام بِالرِّسَالَةِ جَعَلْتُ لَآ اَمُرُّ بِحَجَرٍ وَّ لَا شَجَرٍ اِلَّا قَالَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب جبریل امین علیہ السلام رسالت کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے تو میں جس پتھر یا درخت کے پاس سے گزرتا، وہ کہتا السلام علیک یارسول اللہ!"

فراقِ حضور میں استنِ حنانہ کہ آہ وزاری :۔

کھجور کے تنے کا، نبی اکرم ﷺ کی محبت میں رونا متواتر ہے اور اس کی حدیث مشہور ہے:

قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ کَانَ الْمَسْجِدُ سَقُوْفًا عَلٰی

جُذُوْعِ نَخلٍ فَكَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا خَطَبَ یَقُوْمُ اِلٰی جَذْعٍ مِّنْهَا فَلَمَّا صُنِعَ لَهٗ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ۔

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے ستوں پر بنائی گئی تھی، نبی اکرم ﷺ جب خطبہ فرماتے تو ان میں سے ایک کے پاس کھڑے ہوتے، جب آپ کے لئے منبر بنایا گیا تو ہم نے اس تنے سے حاملہ اونٹنیوں یا چھوٹے بچوں والی اونٹنیوں جیسی آواز سنی۔"

وَفِیْ رِوَایَةِ اَنَسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حَتّٰی ارْتَجَّ الْمَسْجِدُ لِخُوَارِهٖ۔

"حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ (وہ ستون اتنی شدت سے رویا کہ) اس کی آواز سے مسجد گونج اٹھی۔"

وَفِیْ رِوَایَةِ سُهَیْلٍ وَ كَثُرَ بُكَاءُ النَّاسِ لِمَا رَاَوْا بِهٖ۔

"حضرت سہیل کی روایت میں ہے کہ صحابہ کرام اس ستون کی حالت دیکھ کر بہت روئے۔"

وَفِیْ رِوَایَةِ الْمُطَّلِبِ حَتّٰی تَصَدَّعَ وَانْشَقَّ حَتّٰی جَاءَ النَّبِیُّ ﷺ فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلَیْهِ فَسَكَتَ۔

"حضرت مطلب کی روایت میں ہے وہ تنا اس قدر رویا کہ پھٹ

گیا، نبی اکرم ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست کرم اس پر رکھا تو وہ چپ ہو گیا۔"

وَزَادَ غَيْرُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ اِنَّ هٰذَا بَكٰى لِمَا فَقَدَ مِنَ الذِّكْرِ

"مطلب کے علاوہ راوی نے اس حدیث میں اضافہ کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا یہ تنا اس لئے رویا ہے کہ یہ ذکر سے محروم ہو گیا ہے۔"

وَزَادَ غَيْرُهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ لَمْ اَلْتَزِمْهُ لَمْ يَزَلْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ تَحَزُّنًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔

"ایک اور راوی نے اس حدیث میں اضافہ کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں اس تنے کو آغوش میں نہ لیتا تو وہ رسول خدا ﷺ کے فراق میں قیامت تک روتا رہتا۔"

وَذَكَرَ الْاِسْفِرَائِنِيُّ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَاهُ اِلٰى نَفْسِهٖ فَجَاءَهٗ يَخْرِقُ الْاَرْضَ فَالْتَزَمَهٗ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَعَادَ اِلٰى مَكَانِهٖ۔

"استاذ اسفرائنی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس تنے کو اپنی طرف بلایا وہ زمین کو چیرتا ہوا خدمت اقدس میں حاضر ہو گیا، نبی اکرم ﷺ نے اسے آغوش میں لیا پھر فرمایا واپس جا تو

وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔"

فَكَانَ الْحَسَنُ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا بَكٰى وَقَالَ يَاعِبَادَاللّٰهِ الْخَشَبَةُ تَحِنُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ شَوْقًا اِلَيْهِ لِمَكَانِهٖ فَاَنْتُمْ اَحَقُّ اَنْ تَشْتَاقُوْآ اِلٰى لِقَائِهٖ۔

"حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب یہ واقعہ بیان کرتے تو رو پڑتے اور فرماتے اے بندگانِ خدا! کھجور کا تنا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آپ کی محبت کے سبب روتا تھا کیونکہ آپ اس کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا کرتے تھے، تم اس امر کے زیادہ مستحق ہو کہ آپ ﷺ کے دیدار کا شوق رکھو۔"

ان آثار سے کہ بڑی مقدار میں سے چند بلکہ ہزار میں سے ایک کی حیثیت رکھتے ہیں، معلوم کیا جاسکتا ہے کہ سید الانام ﷺ کا احترام اور اعزاز اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوق پر فرض فرمایا ہے، درختوں، پتھروں، اور حیوانات کا سجدہ جو بہت سی احادیث سے ثابت ہے، سجدۂ تعظیم تھا، نہ کہ سجدۂ عبادت کیونکہ نبی اکرم ﷺ معبود نہیں ہیں، یہ سجدہ اسی طرح تھا جس طرح فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو یا حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین اور بھائیوں نے انہیں سجدہ کیا تھا، پس جو لوگ نبی اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم میں کوشش نہیں کرتے یا دیدہ و دانستہ اس قسم کی نصوص سے چشم پوشی کرتے ہیں یا نبی اکرم ﷺ سے محبت نہیں رکھتے اور آپ کے شوق کے سبب ان کے دلوں میں رقت پیدا نہیں ہوتی، بے زبان حیوانات اور پتھروں اور خشک لکڑیوں سے گئے گزرے ہیں۔

صحابہ و تابعین کے پیروکار مخلص مومنوں کی شان یہ ہے کہ مباح چیزوں اور نفس کی خواہشوں میں بھی نبی اکرم ﷺ کی محبت کی رعایت کرتے ہیں اور جو چیز آپ کو پسند تھی تقاضائے محبت کی بنا پر اسے پسند رکھتے ہیں، ثرید (شوربے میں ڈالے ہوئے روٹی کے ٹکڑوں کو) اور کدو کو بہترین طعام شمار کرتے ہیں۔

نبی رحمت ﷺ :۔

جو شخص نبی اکرم ﷺ کے بہترین شمائل و خصائل، اخلاق حمیدہ، عادات شریفہ، بے شمار انعامات، ہزاروں احسانوں اور رحمت و رأفت کی فراوانی میں غور کرے وہ معلوم کر سکتا ہے کہ ہم گنہ گار، سیہ کار جو ہر قسم کے گناہ اور سیہ کاری کا ارتکاب کر چکے ہیں اور کرتے ہیں پھر بھی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب سے محفوظ ہیں، گناہوں اور جرائم کے ارتکاب کے سبب عذاب کے مستحق ہوتے ہوئے بھی امن میں ہیں حالانکہ پہلی امتوں کو زمین میں دھنسا دیا گیا ان کی شکلیں مسخ کر دی گئیں، ان پر پتھر برسائے گئے، اس کے علاوہ کئی طرح کے عذاب نازل کئے گئے اور انہیں ہلاک کیا گیا، یہ صدقہ ہے، رحمت عالم ﷺ کا اور آپ کی مقبول دعا کی برکت ہے کہ ہم امن میں ہیں، جو اس حقیقت کا انکار کرتا ہے اور اس کے قبول کرنے سے گریز کرتا ہے وہ کافرِ نعمت (ناشکرا) اور منکرِ رحمت ہے۔

اتباعِ رسول، تقاضائے محبت ہے :۔

یہ بھی جاننا چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ کی کامل ترین محبت یہ ہے کہ اوامر، نواہی اور سنن میں تہ دل سے آپ کی اطاعت کو لازم پکڑا جائے، پس جو شخص تمام امور میں صدق اور اخلاق کے ساتھ آپ کی اطاعت اور پیروی کرتا

ہے اس کی محبت کامل ہے اور جو شخص آپ کی اطاعت اور پیروی میں کوتاہی روا رکھتا ہے، اس کی محبت ناقص ہے لیکن اس سے آپ کی محبت کی نفی نہیں کی جاسکتی کیونکہ نافرمانی کا ارتکاب ایمان اور اسلام سے خارج نہیں کرتا حتی کہ گنہگاروں سے نبی اکرم ﷺ کی محبت کی نفی درست ہو کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی محبت کے بغیر ایمان متصور نہیں ہے اور گناہگار اور کبائر کے مرتکب بلاشبہ ایماندار ہیں جیسے کہ اہلسنت وجماعت کے عقائد کی کتابوں میں مذکور اور ثابت ہے، اگر یہ مومن نہ ہوں تو حضور ﷺ کی شفاعت کے مستحق نہیں ہوں گے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

شَفَاعَتِی لِاَهْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِی

"میری شفاعت، میرے ان امتیوں کے لئے ہوگی جو کبائر کے مرتکب ہوں گے۔"

یہ بھی فرمایا کہ:

وَلٰکِنَّهَا لِلْمُذْنِبِیْنَ الْخَطَّائِیْنَ

"لیکن شفاعت ان کے لئے ہوگی جو بہت ہی گنہگار ہونگے"

نیز نبی اکرم ﷺ نے ایک صحابی پر شراب پینے کی حد جاری فرمائی۔ بعض صحابہ نے ان پر لعنت کی اور کہا کہ شراب نوشی کی کثرت کا سبب کیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا تَلْعَنْهُ فَاِنَّهٗ یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

"اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔"

یہ بھی مروی ہے کہ:

اِنَّ رَجُلاً اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ مَتَی السَّاعَةُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ مَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَھَا مِنْ کَثْرَةِ صَلٰوةٍ وَّلاَ صَوْمٍ وَّلاَ صَدَقَةٍ وَّلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔

"ایک صحابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ! قیامت کب ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تونے اس کے لئے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے اس کے لئے بہت نمازیں، روزے اور صدقے تیار نہیں کئے لیکن میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔"

جو شخص بظاہر نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے اور پرہیزگار ہے اور باطن نبی اکرم ﷺ کی محبت سے خالی ہے اور آپ کی تعظیم شان اور تکریم میں کوتاہی کا مرتکب ہے وہ مومن نہیں ہے جیسے کہ اہل شام کے لشکر نے، میدانِ کرب وبلا میں امام اہلِ اسلام سیدنا امام حسین علی جدہ علیہ السلام سے ناحق الجھ کر حضرت امام کا خون بہایا اور اپنے ایمان کی آبرو ضائع کر کے اپنے سر پر ذلت ورسوائی کی خاک ڈالی اور بدترین کفار اور اشقیاءِ اہل نار میں سے ہوئے بظاہر مسلمانوں کی علامتیں رکھتے تھے اور ظاہری اتباع سے باہر قدم نہ رکھتے تھے لیکن ان کے دلوں میں نبی اکرم ﷺ

کی محبت ہر گز نہ تھی ورنہ ان سے آپ کے اہل بیت پر ایسا ظلم کیسے صادر ہوتا۔

بے حبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اتباع معتبر نہیں :۔

اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری پیروی کا سبب آپ کی کامل محبت میں منحصر نہیں ہے بلکہ بہت دفعہ آپ کی اطاعت اور پیروی میں دوسری اغراض دل میں پوشیدہ ہوتی ہیں جو ظاہری تقویٰ اور صوری نیکی کے اختیار کرنے کا سبب بن جاتی ہیں، بعض لوگ کے سر میں شہرت، عزت اور عامۃ الناس کی راہبری ایسے بلند مقام کی ہوس سما جاتی ہے اور اس حیلہ سازی سے یہ مراد پوری ہو جاتی ہے، بے ریا محب اور باصفا مخلص دنیا میں بہت کم ہیں، محبت کے مذکورہ آثار (ظاہری تقویٰ اور پرہیزگاری) محبان مخلص کے امتحان کے لئے کسوٹی نہیں بن سکتے، اگر وہ آثار (اطاعت و فرمانبرداری) کسی شخص میں بے تکلف پائے جائیں تو وہ محبِ صادق ہے ورنہ ریاکار و منافق ہے۔

تنقیص شان کے مرتکب کا حکم :۔

جب بارگاہ ایزدی کے مقربین کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا کچھ حال تحریر ہو چکا تو اب سید الخلق صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تخفیف کرنے والے کا حال سنیئے!

شرح وقایہ پر علامہ چلپی کے حواشی میں ہے :۔

قَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى اَنَّ الْاِسْتِخْفَافَ بِنَبِيِّنَا صلی اللہ علیہ وسلم وَبِاَيِّ نَبِيٍّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ كُفْرًا سَوَآءٌ فَعَلَهٗ فَاعِلُ ذٰلِكَ اسْتِحْلَالًا اَمْ فَعَلَهٗ مُعْتَقِدًا لِحُرْمَتِهٖ وَلَيْسَ بَيْنَ

اَلْعُلَمَآءِ خِلَافٌ فِیْ ذٰلِکَ وَ الَّذِیْنَ نَقَلُوْا الْاِجْمَاعَ فِیْهِ اَکْثَرُ مِنْ اَنْ یُّحْصٰی۔

"بے شک تمام امت کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم یا کسی اور نبی علیہ السلام کی تخفیف شان کفر ہے عام ازیں کہ تخفیف کرنے والا اسے حلال جانتا ہو یا حرام، اس مسئلہ میں علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے اس مسئلہ پر اجماع نقل کرنے والے حد شمار سے باہر ہیں۔"

قَالَ الْقَاضِیُ فِی الشِّفَآءِ اِنَّ جَمِیْعَ مَنْ سَبَّ النَّبِیَّ ﷺ اَوْعَابَهٗ اَوْ اَلْحَقَ بِهٖ نَقْصًا فِیْ نَفْسِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ اَوْدِیْنِهٖ اَوْ خَصْلَةٍ مِّنْ خِصَالِهٖ اَوْ عَرَّضَ بِهٖ اَوْ شَبَّهَهٗ بِشَیْءٍ عَلٰی طَرِیْقِ السَّبِّ اَوِ الْاِزْرَآءِ عَلَیْهِ اَوِ التَّصْغِیْرِ لِشَانِهٖ اَوِ الْغَضِّ مِنْهُ اَوِ الْعَیْبِ لَهٗ فَهُوَ سَابٌّ لَّهٗ وَحُکْمُهٗ حُکْمُ السَّابِّ یُقْتَلُ کَمَا نُبَیِّنُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَلَا نَسْتَثْنِیْ فَصْلًا مِّنْ فُصُوْلِ هٰذَا الْبَابِ عَلٰی هٰذَا الْمَقْصَدِ وَلَا نَمْتَرِیْ فِیْهِ تَصْرِیْحًا کَانَ اَوْ تَلْوِیْحًا۔

"حضرت قاضی عیاض رضی اللہ تعالے عنہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کو گالی دے یا عیب لگائے آپ کی ذات شریف یا آپ کے نسب یا آپ کے دین یا آپ کی کسی خصلت کی طرف نقص کی نسبت کرے یا آپ کی طرف تعریض

کرے (اشارۃً عیب جوئی کرے) یا آپ کو کسی شے سے گالی یا توہین یا شان کی کمی کرنے یا آپ سے چشم پوشی کرنے یا عیب لگانے کے طور پر تشبیہ دے تو وہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا ہے، اس کا حکم وہی ہے جو آپ کو گالی دینے والے کا حکم ہے یعنی اسے قتل کیا جائے گا جیسے کہ ہم بیان کریں گے، اس مقصد (قتل کرنے) سے ہم کسی قسم استثناء نہیں کرتے اور نہ ہم اس میں شک کرتے ہیں خواہ صراحۃً ہو یا اشارۃً۔"

وَكَذٰلِكَ مَنْ لَعَنَهٗ اَوْ دَعَا عَلَيْهِ اَوْ تَمَنّٰى مَضَرَّةً لَهٗ اَوْ نَسَبَ اِلَيْهِ مَا لَا يَلِيْقُ بِمَنْصَبِهٖ عَلٰى طَرِيْقِ الذَّمِّ اَوْ عَبَثٍ فِيْ جِهَتِهِ الْعَزِيْزِ بِسَخْفٍ مِنَ الْكَلَامِ وَ هُجْرٍ وَّ مُنْكَرٍ مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرٍ اَوْ عَيَّرَهٗ بِشَيْءٍ مِّمَّا جَرٰى مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَيْهِ اَوْ غَمَصَهٗ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ عَلَيْهِ الْمَعْهُوْدَةِ لَدَيْهِ۔

"اسی طرح وہ شخص کہ نبی اکرم ﷺ کی طرف لعنت کی نسبت کرے یا آپ کے لئے بددعا کرے یا آپ کے نقصان کی آرزو کرے یا آپ کی طرف ایسی چیز کی نسبت کرے جو آپ کے شایان شان نہیں ہے بطورِ مذمت یا آپ کی جانب عزیز سے کھیلتے ہوئے ہلکے کلام یا ہجو یا جھوٹے کلام سے یا آپ کو عیب لگائے اس آزمائش اور مشقت کی بنا پر جو آپ پر گزری یا آپ کو عیب لگائے بعض ان

عوارض بشریہ سے جو آپ کے لئے جائز اور معلوم تھے۔"

وَهٰذَا كُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِّنَ الْعُلَمَآءِ وَاَئِمَّةِ الْفَتْوٰى مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ مِنْ لَّدُنِ الصَّحَابَةِ رَضِىَ اللّٰه تعالٰے عنهم اِلٰى هَلُمَّ جَرًّا۔

"یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے زمانہ سے اس وقت تک کے تمام علماء اور ائمہ فتوے کا اجماعی فیصلہ ہے۔"

یہ بھی شفاء شریف میں ہے :۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُحْنُوْنٍ اَجْمَعَ الْعُلَمَآءِ عَلٰى اَنَّ شَاتِمَ النَّبِيِّ ﷺ وَ الْمُنْتَقِصَ لَهٗ كَافِرٌ وَّ الْوَعِيْدُ جَارٍ عَلَيْهِ بِعَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَهٗ وَحُكْمُهٗ عِنْدَ الْاُمَّةِ الْقَتْلُ وَمَنْ شَكَّ فِىْ كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ۔

"حضرت محمد بن سحون نے فرمایا علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ کی تنقیص شان کرنے والا کافر ہے اور اللہ تعالےٰ کے عذاب کی وعید اس پر جاری ہے اور امت یعنی تمام ائمہ کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

شفاء شریف اور حواشی چلپی میں ہے :۔

قَالَ ابْنُ عَتَّابٍ اَلْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ مُوْجِبَانِ اَنَّ مَنْ قَصَدَ

النَّبِیَّ ﷺ بِاَذًی اَوْ نَقْصٍ مُعَرِّضًا اَوْ مُصَرِّحًا وَاِنْ قَلَّ فَقَتْلُهٗ وَاجِبٌ۔

"حضرت ابن عتاب فرماتے ہیں کہ تحقیق قرآن و حدیث اس امر کو واجب کرتے ہیں کہ جو شخص نبی اکرم ﷺ کو اذیت دے یا آپ کی تنقیص شان کا ارادہ کرے، تعریضاً ہو یا تصریحاً، اگرچہ قلیل ہو، اس کا قتل واجب ہے۔"

حواشی چلپی میں ہے:۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الْمُتَقَرَّرَ مِنْ تَتَبُّعِ الْمُعْتَبِرَاتِ اَنَّ الْمُخْتَارَ اَنَّ مَنْ صَدَرَ مِنْهُ مَا يَدُلُّ عَلٰی تَخْفِيْفِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِعَمَدٍ وَّقَصْدٍ مِّنْ عَامَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ يَجِبُ قَتْلُهٗ وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ بِمَعْنَی الْخَلَاصِ عَنِ الْقَتْلِ وَاِنْ اَتٰی بِكَلِمَتَيِ الشَّهَادَةِ وَالرُّجُوْعِ وَالتَّوْبَةِ لٰكِنْ لَّوْمَاتَ بَعْدَ التَّوْبَةِ اَوْ قُتِلَ حَدًّا مَّاتَ مِيْتَةَ الْاِسْلَامِ فِیْ غُسْلِهٖ وَصَلٰوتِهٖ وَدَفْنِهٖ۔

"معتبر کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہبِ مختار یہ ہے کہ عامۃ المسلمین میں سے جس شخص سے قصداً اور ارادۃً ایسا کلام صادر ہوا جو نبی اکرم ﷺ کی تخفیف شان پر دلالت کرتا ہو اس کا قتل واجب ہے اور اس کی توبہ بایں معنی مقبول نہیں ہے کہ وہ قتل سے بچ جائے اگرچہ وہ شہادت کے دو کلمے پڑھے اور اس

جرم عظیم سے توبہ کرے لیکن اگر وہ توبہ کے بعد مر جائے یا اس جرم کی سزا میں قتل کر دیا جائے تو اس کی موت اہل اسلام کی طرح ہو گی، غسل، نماز جنازہ اور دفن میں یعنی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں اس کا حکم تمام مسلمانوں کی طرح ہو گا اور اگر معاذ اللہ توبہ سے پہلے مر گیا تو کافر مرا اور اس کے ساتھ اہل اسلام والا معاملہ نہیں کیا جائے گا۔"

بلا ارادہ تنقیص کا مرتکب کا حکم :۔

جاننا چاہئے کہ اس قائل نے قصداً نبی اکرم ﷺ کی تخفیف شان کی ہے اور اپنا ایمان برباد کیا ہے۔ جو شخص اس بڑے جرم کا قصداً مرتکب نہ ہوا ہو بلکہ کسی اور سبب سے یہ عظیم جرم اس سے سرزد ہوا ہو اس کے حال کا بیان اگرچہ ہماری گفتگو سے متعلق نہیں ہے تاہم تکمیل بیان کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حال بھی ذکر کر دیا جائے لہذا سنئے!

شفاء شریف اور حواشی چلپی میں ہے :۔

وَالْوَجْهُ الثَّانِیْ لَاحِقٌ بِهٖ فِیْ الْبَیَانِ وَالْجلاءِ وَهُوَ اَنْ یَّکُوْنَ الْقَائِلُ لِمَا قَالَ فِیْ جِهَتِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ غَیْرَ قَاصِدٍ لِلسَّبِّ وَ الْاِزْرَآءِ وَلَا مُعْتَقِدٍ لَهٗ۔

"دوسری وجہ بیان اور ظہور میں پہلی وجہ سے ملحق ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں یہ کلام کہنے والے کا ارادہ گالی

اور توہین کا نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کلام کے مضمون کا عقیدہ رکھتا ہے۔"

وَلٰکِنَّھَا تَکَلَّمَ فِیْ جِھَتِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ بِکَلِمَۃِ الْکُفْرِ مِنْ لَّعْنِہٖ اَوْ سَبِّہٖ اَوْ تَکْذِیْبِہٖ اَوْ اِضَافَۃِ مَالاَ یَجُوْزُ عَلَیْہِ اَوْ نَفْیِ مَا یَجِبُ لَہٗ مِمَّا ھُوَ فِیْ حَقِّہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نَقِیْصَۃٌ مِثْلُ اَنْ یَّنْسُبَ اِلَیْہِ اِتْیَانَ کَبِیْرَۃٍ اَوْ مُدَاھَنَۃٍ فِیْ تَبْلِیْغِ الرِّسَالَۃِ اَوْ فِیْ حُکْمٍ م بَیْنَ النَّاسِ اَوْ یَغُضَّ مِنْ مَّرْتَبَتِہٖ اَوْ شَرَفِ نَسَبِہٖ اَوْ وُفُوْرِ عِلْمِہٖ اَوْ زُھْدِہٖ اَوْ یُکَذِّبَ بِمَا اشْتَھَرَ بِہٖ مِنْ اُمُوْرٍ اَخْبَرَ بِھَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام وَتَوَاتَرَ الْخَبَرُ بِھَا عَنْہُ عَنْ قَصْدٍ لِرَدِّ خَبَرِہٖ اَوْ یَاْتِیَ بِسَفَہٍ مِّنَ الْقَوْلِ اَوْ بِقَبِیْحٍ مِّنَ الْکَلَامِ وَلَوْ بِاِشَارَۃٍ وَّنَوْعٍ مِّنَ السَّبِّ فِیْ جِھَتِہٖ وَاِنْ ظَھَرَ بِدَلِیْلِ حَالِہٖ اَنَّہٗ لَمْ یَتَعَمَّدْ ذَمَّہٗ وَلَمْ یَقْصُدْ سَبَّہٗ اِمَّا الْجِھَالَۃُ حَمَلَہٗ عَلٰی مَاقَالَہٗ اَوْ بِضَجَرٍ اَوْ بِسُکْرٍ اَوْ قِلَّۃِ مُرَاقَبَتِہٖ وَضَبْطٍ لِلِسَانِہٖ وَعَجْرَفَۃٍ وَّتَھَوُّرٍ فِیْ کَلَامِہٖ۔

"لیکن اس نے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں کلمۂ کفر کہا یعنی

لعنت یا تکذیب یا گالی یا ناروا چیز کی نسبت کی یا ایسی چیز کی نفی کی کہ آپ کے لئے ضروری ہے وغیرہ ذٰلک، کہ آپ کے حق میں نقص ہیں مثلاً آپ کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کی یا تبلیغ احکام یا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں مداہنت (لحاظ) کی نسبت کی یا حضور علیہ کے مقام، شرف نسب، فراوانی علم یا زہد میں کمی کی یا آپ کی خبر کی تردید کے ارادے سے ان امور کی تکذیب کی جو آپ سے مشہور اور متواتر ہیں یا حضور علیہ کی طرف کم عقلی یا بُرے کلام یا کسی قسم کی گالی کی نسبت کرے اگرچہ اس کے حال سے ظاہر ہو کہ اس نے آپ کی مذمت یا آپ کو گالی دینے کا ارادہ نہیں کیا بلکہ یا تو جہالت نے اسے اس کلام پر برانگیختہ کیا ہے یا بے چینی یا نشے نے اسے ابھارا ہے یا زبان کے ضبط اور اس کی حفاظت کی کمی اور اس کلام میں جلدی اور بے باکی کی بنا پر کہہ گیا ہے۔"

فَحُکْمُ ھٰذَا الْوَجْہِ حُکْمُ الْوَجْہِ الْاَوَّلِ الْقَتْلُ دُوْنَ لعثم اِذْ لَا یُعْذَرُ اَحَدٌ فِی الْکُفْرِ بِالْجِھَالَۃِ وَلَا بِدَعْوٰی زَلَلِ اللِّسَانِ وَلَا شَیْءٍ مِمَّا ذَکَرْنَاہُ اِذَا کَانَ عَقْلُہٗ فِیْ فِطْرَتِہٖ سَلِیْمًا اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ۔

"پس وجہ ثانی کا حکم وہی ہے جو وجہ اول کا حکم ہے اسے بغیر کسی تاخیر کے قتل کر دیں کیونکہ جب پیدائشی طور پر کسی کی عقل درست ہو تو کسی شخص

کیلئے کفر کے معاملہ میں جہالت یا زبان کی لغزش یا اشیاء مذکورہ (بے چینی یا نشہ وغیرہ) کو عذر قرار نہیں دیا جائیگا سوائے اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا ہو اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔"

اگر کوئی سچا کلام نبی اکرم ﷺ کی تنقیص شان پر دلالت کرتا ہو تو اس کا قائل کافر ہو جائے گا چنانچہ علماء اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص عوارض بشریہ سے نبی اکرم ﷺ کی تخفیف شان کرے، کافر ہو جائے گا حالانکہ وہ عوارض بشریہ آپ کے لئے جائز اور معلوم ہیں اسی لئے علماء نے اس شخص کے قتل کا فتویٰ دیا ہے جو نبی اکرم ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خسر سے تعبیر کر کے آپ کی تخفیف شان کا ارادہ کرے جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے اس مسئلہ کی جزئیات حدود حساب سے خارج ہیں، جو کچھ ہم نے بیان کیا وہی کافی ہے۔

اعتراض :۔

کتب عقائد میں مذکور ہے کہ اہلسنت کے محققین کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر ممنوع ہے، پس اہل قبلہ میں سے جو شخص تنقیص شان کی قباحت کا مرتکب ہوا ہو اس کے کفر کا حکم کس طرح لگایا جا سکتا ہے ؟

جواب :۔ کتب عقائد میں جو مذکور ہے کہ :۔

وَلَا نُکَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ

"ہم اہل قبلہ میں کسی کی تکفیر نہیں کرتے"

قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ ان اہل قبلہ کے ساتھ مخصوص ہے جو ضروریات دین (وہ امور جو دین میں بدیہی اور یقینی طور پر معلوم ہوں) کا انکار نہ

کرتے ہوں اور ان سے کفر کی کوئی علامت اور کفر کا کوئی سبب صادر نہ ہو اور جو شخص ضروریات دین میں سے کسی کا انکار کرے یا اس سے کفر کی کوئی علامت ظاہر ہو یا کفر کا کوئی سبب صادر ہو، اسے بلا تامل کافر قرار دیا جائے گا اور وہ بلاشبہ کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ ایسے شخص کی تکفیر میں شک کرنے کا مطلب ضروریات دین میں شک کرنا ہے اور جو شخص ضروریات دین میں شک کرے وہ بلاشک وشبہ کافر ہے۔

حضرت ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّ الْمُرَادَ بِاَهْلِ الْقِبْلَةِ الَّذِيْنَ اتَّفَقُوْا عَلٰى مَا هُوَ مِنْ ضَرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ كَحُدُوْثِ الْعَالَمِ وَحَشْرِ الْاَجْسَادِ وَعِلْمِ اللّٰهِ بِالْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ مِنَ الْمَسَائِلِ الْمُهِمَّاتِ فَمَنْ وَّاظَبَ طُوْلَ عُمُرِهٖ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالْعِبَادَاتِ مَعَ الْقَوْلِ بِقِدَمِ الْعَالَمِ اَوْ نَفْيِ الْحَشْرِ اَوْ نَفْيِ عِلْمِهٖ سُبْحٰنَهٗ بِالْجُزْئِيَّاتِ لَا يَكُوْنُ مِنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ وَاَنَّ الْمُرَادَ بِعَدَمِ تَكْفِيْرِ اَحَدٍ مِّنْ اَهْلِ الْقِبْلَةِ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ اَنَّهٗ لَا يُكَفَّرُ مَالَمْ يُوْجَدْ شَيْءٌ مِّنْ اَمَارَاتِ الْكُفْرِ وَعَلَامَاتِهٖ وَلَمْ يَصْدُرْ مِنْهُ شَيْءٌ مِّنْ مُّوْجِبَاتِهٖ۔

"اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین پر متفق

ہوں، مثلاً عالم کا حادث (عدم کے بعد موجود) ہونا، قیامت کے دن اجسام کا (مع ارواح) کے اٹھایا جانا، اللہ تعالےٰ کا تمام کلیات اور جزئیات کو جاننا اور اس جیسے دیگر اہم مسائل، پس جو شخص طویل عمر، طاعت و عبادت پر عمل پیرا رہا اس کے ساتھ ساتھ عالم کے قدیم (بے ابتداء) ہونے یا حشر جسمانی یا اللہ تعالےٰ کے جزئیات کو نہ جاننے کا قائل تھا وہ اہل قبلہ سے نہیں ہوگا، اہلسنت کے نزدیک اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کی جائے گی، اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک کفر کی کوئی علامت نہ پائی جائے اور اس سے کفر کا کوئی سبب صادر نہ ہو۔"

شرح مواقف میں ہے :۔

وَلاَ يُكَفَّرُ اَهْلُ الْقِبْلَةِ اِلاَّ بِمَا فِيهِ نَفْيٌ لِلصَّانِعِ الْقَادِرِ الْعَلِيْمِ اَوْ شِرْكٍ اَوْ اِنْكَارٍ لِلنُّبُوَّاتِ اَوْ اِنْكَارِ مَا عُلِمَ بِمَجِيْئِهٖ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِهٖ ضَرُوْرَةً اَوِ الْمُجْمَعِ عَلَيْهِ كَاسْتِحْلاَلِ الْمُحَرَّمَاتِ الَّتِىْ اُجْمِعَ عَلٰى حُرْمَتِهَا فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ الْمُجْمَعُ عَلَيْهِ مِمَّا عُلِمَ ضَرُوْرَةً مِّنَ الدِّيْنِ فَذٰلِكَ ظَاهِرٌ وَّ دَاخِلٌ فِيْمَا تَقَدَّمَ ذِكْرُهٗ وَاِلاَّ فَاِنْ كَانَ اِجْمَاعًا ظَنِّيًّا فَلاَ كُفْرَ بِمُخَالَفَتِهٖ وَاِنْ كَانَ قَطْعِيًّا فَفِيْهِ خِلاَفٌ اِنْتَهٰى۔

"اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی مگر ایسے کلام سے جس میں قدرت والے، علم والے خالق کی نفی یا شرک یا نبوت سے متعلق امور کے انکار یا ایسی اشیاء کے انکار سے جن کے بارے میں بداہتہً ثابت ہے کہ انہیں نبی اکرم ﷺ لائے ہیں یا جن پر امت مسلمہ کا اتفاق ہے مثلاً ان محرمات کو حلال جاننا جن کے حرام ہونے پر اجماع ہے اگر وہ متفق علیہ ضروریات دین سے ہے تو اس کے انکار کا کفر ہونا ظاہر ہے اور وہ ماقبل میں داخل ہے ورنہ اگر اجماع ظنی ہے تو اس کا انکار کفر نہیں ہے اور اگر اجماع قطعی ہے تو اس کے انکار کے کفر ہونے میں اختلاف ہے۔"

اسی طرح دوسری کتابوں میں ہے۔

جب ثابت ہو گیا کہ امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی اکرم اور دیگر انبیاء علیہ و علیہم السلام کی تخفیف شان کفر ہے اور یقیناً یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے پس جو شخص اس مسئلہ میں شک کرے وہ کافر ہے، تخفیف شان کے مرتکب کا کیا حال ہو گا؟

ختم شد

کیا یہ لوگ مسلمان ہیں...؟

میدان حشر میں سرکار دو عالم ﷺ کی شفاعت کے امیدوارو!

دل کی آنکھوں سے پڑھو، اور انصاف کرو کہ.......

آیا ان غلیظ و مکروہ عقائد کے حامل افراد مسلمان ہیں؟

حضور اکرم ﷺ کے علم کو پاگلوں' بچوں اور جانوروں کے علم جیسا کہا گیا ہے۔

اصل عبارت-----

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

(حفظ الایمان مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۸، کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند)

دیوبندیوں کا کلمہ بھی ملاحظہ فرمایئے' جس کے پڑھنے کو اشرف علی تھانوی نے عین اتباع سنت کہا۔

خلاصہ اصل عبارت-----

اشرف علی تھانوی کے ایک مرید نے اپنے پیر کو اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ لکھا کہ وہ خواب میں کلمہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی جگہ اپنے پیر اشرف علی تھانوی کا نام لیتا ہے یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ (معاذ اللہ) پڑھتا ہے اور اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی اپنے پیر سے معلوم کرتا ہے تو جواب میں اشرف علی تھانوی توبہ و استغفار کا حکم دینے کے بجائے کہتا ہے۔

اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو' وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(الامداد' مصنفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۳۵، از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون' انڈیا)

حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین ماننے سے انکار کیا گیا۔

اصل عبارت۔۔۔۔

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(تحذیر الناس' مصنفہ قاسم نانوتوی صفحہ ۳۴، دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ' کراچی)

حضور اکرم ﷺ کے علم پاک سے شیطان و ملک الموت کے علم کو زیادہ بتایا گیا۔

اصل عبارت۔۔۔۔

شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ' از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مصدقہ' مولوی رشید احمد گنگوہی' صفحہ ۵۱ مطبع بلال ڈھور)

نماز میں حضور اکرم ﷺ کے خیال مبارکہ کے آنے کو جانوروں کے خیالات میں ڈوبنے سے بدتر کہا گیا ہے۔

اصل عبارت۔۔۔۔

زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت ماب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔

(صراط مستقیم' اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۶۹، اسلامی اکادمی' اردو بازار' لاہور)

حضور اکرم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق لکھا گیا وہ بے اختیار ہیں۔

اصل عبارت---

"جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔"

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان، مصنفہ اسماعیل دہلوی صفحہ ۴۳، میر محمد کتب خانہ، مرکز علم و ادب آرام باغ، کراچی)

یہ وہ عبارات ہیں، جن کی بنیاد پر دیوبند کے اکابر اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کو عالم اسلام کے اکابر علماء نے کافر قرار دیا۔ ملاحظہ ہو حسام الحرمین از اعلی حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالی عنہ اور الصارم الہندیہ از علامہ حشمت علی خان رحمتہ اللہ علیہ۔

اصل اختلاف-----

اہلسنّت و جماعت و فرقہ وہابیہ نجدیہ کا اصل اختلاف یہ نہیں ہے کہ اہلسنّت و جماعت کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھتے ہیں اور وہابیہ اس کے منکر ہیں۔ اہلسنّت و جماعت نذر و نیاز کے قائل ہیں اور وہابیہ نجدیہ اس کو نہیں مانتے، اہلسنّت و جماعت مزارات پر حاضری دینا اور ان بزرگان دین کے توسل سے دعائیں مانگنا باعث اجر و ثواب سمجھتے ہیں جب کہ وہابیہ دیوبندیہ اس کار خیر سے محروم ہیں بلکہ اصل اختلاف جس نے امت کو دو دھڑوں میں بانٹ دیا، وہ اکابر دیوبند کی وہ کفریہ عبارات ہیں کہ جن میں کھلم کھلا نبی کریم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

اختلاف کا حل----

اگر آج بھی وہابیہ دیوبندیہ اپنے ان اکابر کی کفریہ عبارات سے توبہ کر کے ان تمام کفر آمیز و کفر خیز کتب سے بیزاری کا اظہار کر کے انہیں دریا برد کر دیں تو اہلسنت کا اعلان ہے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع :۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیرِ اہتمام ہر پیر کو بعد نماز عشاء تقریباً ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت :۔

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ :۔

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی :۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری :۔

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ ورسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)